بسم اللہ الرحمان الرحیم

معزز قارئین

کاش ہمارے خدا کے بنائے ہوئے یہ عجیب خلیفے وقت اور تاریخ سے سبق سیکھتے ہوئے ایسی غلطیوں کا اِرتکاب نہ کرتے جیسی عیسائی پوپوں نے کیں اور پھر بعد ازاں اُنہیں اپنی کرتوتوں پر نادم ہونا پڑا۔

وقت کا تختِ رواں

سچ کے کئی رنگ ہیں تو سراب سو ڈھنگ سے دکھائی دیتا ہے۔ ہم سچ اور سراب کے درمیان انتخاب کے عذاب میں ڈال دیے گئے ہیں۔

ہم؟ کون ہم؟

گزشتگان سے موجودگاں اور آیندگاں تک۔

انسان کے تسلسل اور اس کی توسیع کو اجتماعی تناظر میں دیکھا جائے تو لفظ "ہم" وجود میں آتا ہے۔ ہم یہ لفظ جب استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد ہم خیال اور ہم آواز انسانوں کا وہ قبیلہ ہے جو زمین، زبان، مذہب، رنگ اور نسل کے دائروں کا پابند نہیں اور نہ زماں و مکاں کی قید میں ہے۔ ہم جو موجودگاں میں سے ہیں، ہم ایک ایسی زمین پر زندہ ہیں جہاں آدمی درندوں سے بڑا مردم خور ہے۔ ہم ایک ایسے عہد میں سانس لیتے ہیں جس کی فضائیں جہل کے اژدھوں کی پھنکاروں سے زہریلی ہیں۔ ہم ایک ایسے نظام میں رہتے ہیں جہاں عورت ہونا جرم ہے، جہاں کمزور ہونا قابل تعزیر ہے، جہاں اقلیت ہونا قابل معافی نہیں اور جہاں مفلسی کی تلافی نہیں۔

ہم ایک ایسی آبادی میں برباد ہیں جہاں قبیلہ ضحاک کی عمل داری ہے۔ اس قبیلہ سفاک کے ہر فرد کے شانوں پر تعصب اور نفرت کے سانپ لہراتے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کے دماغ ان سانپوں کا من بھاتا کھاجا ہیں۔ ہم صبح و شام اپنی اس نسل کو دیکھتے ہیں جس کی ایک بڑی تعداد کے شانوں پر خالی کاسۂ سر ہیں۔ وہ اپنے ذہن سے سوچ نہیں سکتے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے، اپنے کانوں سے سن نہیں سکتے اور اپنی زبان سے بول نہیں سکتے۔ ان کے خیال ان کے افعال مذہب، زبان، زمین اور نسل کی سیاست کرنے والوں کی رضا کے پابند ہیں۔ اپنی اس نسل کو ہم دیکھتے ہیں اور دکھ ہمارے اندر کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے اپنی زمین، اپنے زمانے، اپنی نسل اور اپنے نظام کو قبیلہ ضحاک کی سفاک قید سے ہم نہیں تو اور کون رہائی دلائے گا؟ گزشتگان نے بھی اپنے اپنے زمانوں میں یہی کیا تھا۔ سو ہم سچ، نیکی اور خوبصورتی کی تلاش میں ہیں۔

ہم اس سچ کی تلاش میں ہیں جس کی آنکھیں تعصب نے اندھی نہ کی ہوں، جس کے دل کو نفرت کا زنگ نہ لگا ہو، ہم اس نسل کی نمو چاہتے ہیں جس کے ذہن جبہ و دستار کے آزار میں مبتلا نہ ہوں اور جس کا خمیر منافقت سے نہ اٹھا ہو۔ روشنی اور اندھیرے کے بیچ جہل اور خرد کے درمیان آویزش اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ وہ جنھوں نے ہم پر گھیرا تنگ کیا وہ جانتے ہیں کہ انھیں کیا کرنا ہے اور ہم جو نرغے میں ہیں ہمیں بھی جاننا چاہیے کہ ہمیں وہی کرنا ہے جو ہمیں کرنا ہے۔

ہم وقت کے تخت رواں پر ہیں اور ماضی کی طرف پلٹتے ہیں۔

27 اکتوبر 1553 کو یہ تخت رواں کچھ دیر کے لیے شامپل جنیوا میں ٹھہر جاتا ہے۔ چوک میں نعرے لگاتا ہوا ایک ہجوم ہے۔ خشونت زدہ چہروں والے ہیں۔ اپنی زہر زبانوں اور اپنے تاریک دماغوں پر نازاں، سامنے ٹکٹکی پر کھینچا ہوا ایک ہسپانوی ہے۔ ولیم سرویٹس، اپنے عہد کا نامور طبیب، دینیات کا عالم، دورانِ خون کی دریافت کے مراحل

میں ایک اہم اور بنیادی کردار۔ علم الابدان میں نامدار، اپنے ہم عصروں میں ''جالینوس ثانی'' کے نام سے یاد کیا جانے والا۔ کالون کی مذہبی عدالت ایک روز پہلے اس بیدار مغز کو زندہ جلانے کا حکم صادر کر چکی اور اب عیسائیت کی سربلندی کے لیے اور مقدس باپ کی حاکمیت کے قیام کے لیے اس کا زندہ وجود آگ کے سپرد کیا جارہا ہے۔ ہجوم نعرے لگارہا ہے۔ کلیسا کی فتح کے نعرے۔

تاریخ 19 فروری کی ہے اور سنہ 1600 ہمارے سامنے ایک ہجوم ہے۔ سنگ بہ دست، کف در دہن، یہاں بھی مقدس راہبوں کے پرے ہیں۔ ان میں وہ 9 بھی ہیں جنھوں نے گیوردانو برونو کے فلسفیانہ اور سائنسی نظریات کی بناء پر اس کے زندہ جلائے جانے کا فرمان جاری کیا ہے۔ یہ وہی فرمان ہے جس پر دستخط ہونے کے بعد برونو نے مسکراتے ہوئے کہا ہے ''کیسی دلچسپ بات ہے کہ سزا کا فرمان جاری کرنے والے مجھ سزا پانے والے سے کہیں زیادہ خوف زدہ نظر آتے ہیں۔'' برونو روم کے چوک میں لایا جاتا ہے جہاں ایک بڑی چتا اس کی منتظر ہے۔ وہ پا برہنہ، سر برہنہ، تن برہنہ آرہا ہے۔ زبان بندھی ہوئی، دونوں ہاتھ بھی پشت پر باندھ دیے گئے ہیں۔ وہ اپنی پُر سکون آنکھوں سے انھیں دیکھتا ہے جن کی آنکھوں پر علم دشمنی اور مذہبی تنگ نظری کی اندھیریاں چڑھی ہوئی ہیں۔ وہ اپنی چتا پر اپنے قدموں سے چل کر چڑھتا ہے۔ چتا کو آگ لگادی جاتی ہے۔

...زمانہ سفر میں ہے اور ہم اس کے ہم سفر

21 دسمبر 1614 کا ٹھٹھرا دینے والا دن۔ ایک عیسائی مبلغ، ایک عابد و زاہد اٹھتا ہے اور اس شخص پر کتابِ مقدس کی تکذیب کا دعویٰ کرتا ہے جسے لوگ گیلیلیو گلیلی کے نام سے پہچانتے ہیں۔ کلیسائے روم کا احتسابی ادارہ حرکت میں آتا ہے۔ گیلیلیو کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ کوپرنیکس کے نظریے کی ترویج نہ کرے اور اپنے اس نظریے سے تائب ہو جائے کہ نظامِ شمسی کا محور و مرکز زمین کے بجائے سورج ہے اور یہ کہ زمین حرکت میں ہے اور سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔ گیلیلیو اپنے نظریات پر قائم رہتا ہے اس کے خلاف کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ دن بہ دن، ماہ بہ ماہ، سال بہ سال، 19 برس تک ہم عدالتی کارروائی دیکھتے ہیں، مقدس راہبوں کے الزامات اور معتوب گیلیلیو کے جوابات سنتے ہیں۔ اس بوڑھے کی قید تنہائی، اس کی ذہنی اذیتیں، اس کے جسمانی عذاب، اس کی سماجی توہین و تذلیل، سب ہی کچھ ہماری نظر میں ہے۔ آخر کار عدالتِ احتساب کے سات مکرم و معظم کارڈینل اس فرمان پر دستخط کر دیتے ہیں جو گیلیلیو گلیلی کو دہریہ اور کلیسا کا نافرمان قرار دیتا ہے۔

وہ بوڑھا جس کی نگاہوں نے ہمیشہ آسمان سے نگاہیں ملائیں، وہ زمین کو تکنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ بھیانک موت کا خوف اسے کلیسائے روم کے سامنے رکوع میں لے جاتا ہے۔ پھر وہ فرش پر دوزانو ہو کر اپنے جرائم کا اعتراف کرتا ہے۔ مقدس پوپ سے جان کی امان مانگتا ہے۔ جیت کلیسا کی ہوئی ہے اور عقل ہار گئی ہے۔ بوڑھا کراہتا ہوا زمین سے اٹھتا ہے۔ اس کے گھٹنے کانپ رہے ہیں۔ زیر لب زبان سے ایک جملہ ادا ہوتا ہے "Eppur si Muove......" ''لیکن گھومتی تو ہے'' تاریخ یہ جملہ اپنے سینے سے لگالیتی ہے اور تاحیات نظر بندی اس بوڑھے کا مقدر ٹھہرتی ہے۔

وقت کا تختِ رواں اڑا چلا جاتا ہے اور زمانہ ہمیں اپنی نیرنگیاں دکھاتا ہے۔

ہم میڈرڈ کے اس چوک کو دیکھتے ہیں جہاں کلیسا کے ظلم و جہل پر شرمسار، مؤدب ہاتھ ولیم سروٹیس کا مجسمہ نصب کر رہے ہیں۔ یہ 1876 ہے۔ ہم شامپل میں اس جگہ کو پہچان لیتے ہیں جہاں اسے زندہ جلایا گیا تھا اور اب وہیں اس کے نام کی تختی لگائی جا رہی ہے۔ یہ 1903 ہے۔

ہماری نظر میں روم کا شہر ہے۔ جہاں گیوردانو برونو کی تعظیم کی جا رہی ہے اور جس جگہ کلیسا نے اسے زندہ جلایا تھا، وہیں اس کا مجسمہ مسکرا رہا ہے۔ یہ 1889 ہے۔

ہم کلیسا کی جانب سے ہر سال جاری ہونے والی ممنوعہ کتب کی فہرست پر نظر ڈالتے ہیں، اس فہرست میں سے معتوب و مقہور گیلیلیو کی کتابوں کے نام خارج کر دیے گئے ہیں۔ یہ 1835 ہے۔ ہم پر 31 اکتوبر 1992 کا دن طلوع ہوتا ہے ویٹیکن شہر میں پوپ جان پال ثانی کی مقرر کردہ عدالت تیرہ برس کی کارروائی کے بعد اعلان کرتی ہے کہ 359 برس پہلے کلیسائے روم کی جانب سے جاری ہونے والا کفر والحاد کا فتویٰ بہ نام گیلیلیو گلیلی ساقط کیا جاتا ہے۔

چاند کی مٹی پر انسانی قدموں کے نشان اس بوڑھے کے نام کو سجدہ کرتے ہیں جسے کلیسا نے 359 برس تک معاف نہیں کیا۔ زہرہ، مریخ اور عطارد کی جانب محو پرواز انسانی ذہانتیں اس نام کو تعظیم دیتی ہیں جسے تادم مرگ کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر چاند کو دیکھنے، زہرہ، مریخ اور عطارد کے نظاروں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کی اجازت نہیں ملی۔

زمین سے آسمان تک، فرش سے عرش تک ایک دل شکستہ بوڑھے کی زبان سے زیر لب ادا ہونے والے جملے کی گونج ہے۔ ”لیکن گھومتی تو ہے۔“

یہ 2008 ہے، وقت گھوم گیا ہے ان سیاہ فام غلاموں کے لیے جن کی پشت پر پڑنے والی چابکوں کی سنسناہٹیں اور جن کی چیخیں صدیوں زمین و آسمان کے درمیان قائم رہیں۔ ان ہی غلاموں کے ایک بیٹے بارک اوباما کو دنیا کی سب سے بڑی طاقت اور جمہوریت کے تخت پر متمکن ہونے کا منظر وقت کے تختِ رواں کی نظر میں ہے۔ اور اب وہ تختِ رواں ہمارے آسمانوں میں ہے۔ ہماری عداوتیں، تعصبات، خرد دشمنی، جہل دوستی، خوں ریزیاں، شقاوتیں اور سفاکیاں اپنے عروج پر ہیں۔ ہم ماضی سے سیکھنے کے لیے آمادہ نہیں۔ سچ، نیکی اور خوبصورتی کی تلاش کرنے والوں پر قبیلہ ضحاک کا نرغہ ہے۔ کیا ہم اپنے لیے نئی بدبختیوں کا انتخاب کریں گے؟ کیا ہم اس کا انتظار کریں گے کہ وقت گھوم جائے اور ہمیں کفِ افسوس ملنے کا موقع بھی نہیں ملے؟

فقط

ایک احمدی قاری

۶۔ دسمبر ۲۰۰۸ء